مروجہ ماتم کی نوعیت، اس کے اثبات پر شیعی دلائل اور ان کے دندان شکن جوابات؛

ماتم کرنے کا انجام (عذاب) کیا ہوگا۔؟

۱۔ ماتمی کا منہ قبر میں قبلہ کی سمت سے پھیر دیا جائے گا۔

۲۔ غناء کرنے والے اور مرثیہ خوان کو قبر سے اندھا اور گونگا کرکے اٹھایا جائے گا

۳۔ ماتمی کی دُبر سے فرشتے آگ ڈال کر اس کے منہ سے نکالیں گے جبکہ ماتمی کی شکل کتے کی ہوگی

۴۔ مروجہ ماتم کرنے والا نیکیاں ضائع کر بیٹھتا ہے؛

۵۔ نوحہ گر کو قیامت کے دن پگھلے ہوئے تانبہ کا لباس پہنایا جائے گا۔

ریاکار ماتمی کو بروز قیامت کافر اور فاسق کہہ کر بلایا جائے گا

محافلِ حسین رضی اللہ عنہ میں غناء کے ساتھ مرثیہ خوانی کا حکم

تالیف

مناظر اسلام شیخ الحدیث مولانا محمد علی صاحب مدظلہ العالی

سُنی لائبریری
ادارہ دار التحقیق
Darul Tehqeeq wa Difa-e-Sahaba
دار التحقیق و دفاع صحابہ
www.sunnilibrary.com

https://ataunnabi.blogspot.com/

ماتم کرنے کا انجام (عذاب) کیا ہو گا۔؟

۱۔ ماتمی کا منہ قبر میں قبلہ کی سمت سے پھیر دیا جائے گا۔

مجمع المعارف:

بروایتے فرمود۔ کہ ہفت نفر در قبر از قبلہ رو گرداں شوند۔ خمر فروش، مصر بر شراب و شہادت دہندہ بنا حق و محتکر و ربا خوار و عاق والدین و نوحہ گر و فرمود کہ ہر کہ کتمان شہادت نماید حق تعالیٰ گوشت او را بخور اند باو در حضور خلائق و داخل جہنم شود در حالتے کہ زبان خود می خاید۔

(مجمع المعارف حاشیہ بر حلیۃ المتقین ص ۱۶۸

مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

بمطابق ایک روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ سات آدمیوں کا قبر میں منہ قبلہ کی طرف سے پھیر دیا جاتا ہے۔ (۱) شراب بیچنے والا (۲) شراب لگاتار پینے والا۔ ۳۔ ناحق گواہی دینے والا۔ ۴۔ جوا باز (۵) سود خوار (۶) والدین کا نافرمان۔ ۷۔ ماتم کرنے والا۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا۔ جو شخص گواہی کو چھپاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کو اُس کا اپنا گوشت کھلائے گا۔ اور وہ میدان حشر سب لوگوں کے سامنے اپنا گوشت کھائے گا۔ اور جہنم میں اس حالت سے داخل ہو گا۔ کہ اپنی زبان کو کاٹ رہا ہو گا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

توضیح: قبر میں اتارنے کے بعد مردہ کا منہ قبلہ رُخ کرنا اہل اسلام کا دستور ہے۔ اور یہ اس لیے کیا جاتا ہے۔ تاکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر ایمانیات کے ماننے اور نہ ماننے والے کے مابین امتیاز رہے۔ گویا قبلہ رخ دفنانا بظاہر اس کے مومن ہونے کی علامت ہے۔ اور اس (اللہ تعالیٰ) کے بتلائے ہوئے قبلہ کو اپنی نماز میں قبلہ سمجھ کر اس طرف منہ کر کے نماز پڑھنے والا ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں۔ کہ قبلہ کی طرف منہ کرنے والا ہر شخص دفنانے کے بعد اس کا منہ اُدھر ہی رکھا جائے گا۔ اس لیے جس آدمی کے کسی گناہ کبیرہ کو اللہ تعالیٰ معاف نہ فرمادے۔ اور اس پر گرفت کرے تو اس کا ایک انداز یہ ہوتا ہے۔ کہ قبر میں ایسے شخص کا منہ قبلہ سے موڑ دیا جاتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا اظہار ہوتا ہے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ جس طرح مذکورہ حدیث میں بقیہ چھ افعال اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔ اسی طرح ماتم کرنا بھی اللہ کو ہرگز پسند نہیں اسی وجہ سے ماتمیوں کا منہ قبلہ سے پھیر دیا جائے گا۔

۲۔ غناء کرنے والے اور مرثیہ خوان کو قبر سے اندھا اور گونگا کر کے اٹھایا جائے گا

مجمع المعارف:

از رسول خدا منقول است۔ کہ محشور خواہد شد صاحب غنا و خوانندگی از قبرش کور و گنگ کہ چوں زنا کار و ساز ندہ بہیچ نیست کہ بلند کند آواز خود را بخواندگی مگر آنکہ خدا دو شیطان فرستد کہ بر دوش او سوار شدہ و بپاشنہ پا ہائے خود بسینہ و پشت او رنند تا وقتی و اگذارد و فرمود کہ ہر کہ یکدرہم بصاحب ساز و بر و آلت فسا دو دہر زدِ خدا شدید تراست از زنا د

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باما ادخور رہتا دیار۔

(مجمع المعارف حاشیہ برحلیۃ المتقین ص ۱۶۲ در
حرمت غنا مطبوعہ تہران طبع قدیم)

ترجمہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ کہ غناء کرنے والا اور مرثیہ خوان کو قبر سے زانی کی طرح اندھا اور گونگا اٹھایا جائے گا۔ اور کوئی گانے والا جب مرثیہ خوانی کے لیے آواز بلند کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ دو شیطان اس کی طرف بھیج دیتا ہے۔ جو اس کے کندھے پر سوار ہو جاتے ہیں۔ وہ دونوں اپنے پاؤں کی ایڑیاں اُس کی چھاتی اور پشت پر اس وقت تک مارتے رہتے ہیں۔ جب تک وہ نوحہ خوانی ترک نہ کرے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کوئی شخص کسی ساز بجانے والے کو ایک درہم دیتا ہے۔ اور اسے کوئی گانے بجانے والا اُدھار دے کر دیتا ہے تو اس کا ایسا کرنا اپنی سگی ماں سے ستر مرتبہ زنا کرنے سے بھی زیادہ بُرا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ مرثیہ خوانی اور غنا اتنے ہی بدتر ہیں۔ جتنا کہ زنا۔ اس لیے ان دونوں کا عذاب بھی یکساں ذکر فرمایا اور یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ مرثیہ خوان پر دو شیطان مسلط ہو جاتے ہیں۔ اور نوحہ خوان اور ساز بجانے والا کسی قسم کی امداد کا مستحق نہیں۔ بلکہ اس کی ایک درہم سے معمولی سی خدمت کرنا اپنی ماں سے ستر مرتبہ زنا کے برابر قرار دی گئی۔ تو اس سے بڑھ کر اس فعل کے قبیح اور شنیع ہونے کی کونسی دلیل کی ضرورت ہے۔

نوٹ: اگر کوئی شیعہ یہ اعتراض کرے۔ کہ سنی لوگ خواہ مخواہ ہمیں بدنام کرتے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ٹھیک ہے۔ہم مرثیہ خوانی کرتے ہیں۔لیکن اس کے ساتھ ساز نہیں بجاتے اور اُس کے معاونین کے بارے میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک گزری۔اس کا اطلاق ہم پر نہیں ہوتا۔اس کا جواب میں عرض کرتا ہوں۔وہ یہ کہ فقیر راقم الحروف ۱۹۵۷ء جب حج کی سعادت سے فارغ ہو کر بسوں کے قافلہ کی صورت میں بغداد شریف پہنچا۔تو اس دن محرم الحرام کی ۹ تاریخ تھی۔بغداد کی ایک مسجد "منطقہ مسجد براسہ" میں میں نے آنکھوں سے دیکھا۔کہ شیعہ لوگوں کا ایک جلوس کاظمین سے چل کر مذکورہ مسجد میں آیا۔اور جو کچھ انہوں نے وہاں کیا۔اور جو میں نے دیکھا زبان زیب نہیں دیتی کہ اسے بیان کروں۔پرلے درجے کی عریانی اور پھر اس کے ساتھ ساتھ ساز بھی بج رہے تھے مرثیہ خوانی بھی ساتھ تھی۔اس لیے شیعہ حضرات اس سے انکار نہیں کر سکتے۔کہ وہ مرثیہ خوانی کرتے وقت ساز استعمال نہیں کرتے۔

یہی وجہ ہے۔کہ ان کی اپنی کتاب "منتہی الامال جلد اول" کے آخر میں اس کے مصنف شیخ قمی نے اس بات کی بہت زور دے کر تردید کی۔کہ "اب میرے زمانہ میں ساز بجانا ماتم کی جز بن چکا ہے جو کہ گناہ عظیم ہے" ہم انشاء اللہ ماتم کی بحث کے اختتام میں اس کتاب کی پوری عبارت نقل کریں گے۔

۳۔ ماتمی کی دُبر سے فرشتے آگ ڈال کر اس کے منہ سے نکالیں گے جبکہ ماتمی کی شکل کتے کی ہو گی

حیات القلوب:

(آنحضرت فرمود) وزنی را دیدم بر صورتِ سگ و آتش در دبرش داخل میکردند وازد ہانش بیروں می آید و ملائکہ سر و بدنش را بگرز ہائے آہن

https://ataunnabi.blogspot.com/

می زدند۔ فاطمہ سلام اللہ علیہا گفت اے پدر بزرگوار من! مرا خبر دہ کہ عمل و سیرت ایشاں چہ بود کہ حق تعالیٰ ایں نوع عذاب بر ایشاں مسلط گرداند۔ حضرت گفت کہ آں زنے کہ بصورت سگ بود و آتش در دبرش میکردند۔ او خوانندہ و نوحہ کنندہ و حسود بود۔

(۱۔ حیات القلوب جلد دوم ص ۵۴۲ باب بست و چہارم در معراج آنحضرت مطبوعہ نولکشور)

(۲۔ عیون اخبار الرضا جلد دوم ص ۱۱ ۔ ما راہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المعراج الخ مطبوعہ نجف اشرف طبع قدیم)

(۳۔ انوار نعمانیہ جلد اول طبع جدید ص ۲۱۶ مطبوعہ تبریز فی ذکر ذر ملکوتی و طبع قدیم ص ۶۸ دستی۔)

ترجمہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے ایک عورت کتے کی شکل میں دیکھی۔ کہ فرشتے اس کی دبر سے آگ داخل کرتے ہیں۔ اور منہ سے آگ باہر آجاتی ہے۔ اور فرشتے آہنی گرزوں کے ساتھ اس کے سر اور بدن کو مارتے ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا میرے بزرگوار ابا جان مجھے بتلائیے۔ کہ ان عورتوں کا دنیا میں کیا عمل اور عادت تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اس قسم کا عذاب مسلط کر دیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ وہ عورت جو کتے کی شکل میں تھی۔ اور فرشتے اس کی دبر میں آگ جھونک رہے تھے۔ وہ مرثیہ خوان، نوحہ کرنے والی اور حسد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرنے والی تھی۔

جائے عبرت ہے:

قارئین کرام! آپ نے اللہ تعالیٰ کا حضرت انسان کے بارے میں یہ ارشاد تو پڑھا ہوگا۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ۔ ہم نے انسان کو بہترین شکل وصورت میں پیدا کیا۔ اس ارشاد ربانی کی بنیاد پر انسان افضل المخلوقات ہوا اور ہر ذی روح پر اللہ نے اسے فضیلت عطاء فرمائی۔ اس کے باوجود مذکورہ حدیث کی روشنی میں نوحہ کرنے والی اور ماتمی عورت کو انسانی شکل سے محروم کر کے کتے کی شکل میں اٹھایا جائے گا۔ اس سے اندازہ فرمائیے۔ کہ نوحہ اور مرثیہ خوانی کس قدر اللہ کے نزدیک قبیح فعل ہے۔ اس کے قبیح ہونے کی واضح علامت یہ ہے۔ کہ ماتمی عورت کی دُبر سے آگ داخل ہو کر منہ سے نکلے گی۔ اس سے آپ اندازہ کر لیں۔ کہ جس اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ اور بلند مرتبوں سے نوازا۔ تو اس اللہ کی طرف سے کسی کو ایسا عذاب دیا جانا یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس فعل کے حرام اور قبیح ہونے میں کوئی شک نہیں۔

لہٰذا اگر کسی سے زندگی کے کسی موڑ پر ایسا فعل سرزد ہوا ہو۔ تو اُسے معافی مانگ کر اس سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ اور اپنی عاقبت کو برباد ہونے سے بچانے کی فکر کرنی چاہیئے۔

☆

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۴۔ مروجہ ماتم کرنے والا نیکیاں ضائع کر بیٹھتا ہے:

حیات القلوب:

پس حضرت فرمود کہ یا علی بقبر پائیں رو و فرزند مرا در لحد گزار۔ حضرت امیر المومنین داخل قبر شد۔ و آں طائر قدسی را در آشیان لحد گذاشت۔ پس مردم گفتند۔ کہ سزاوار نیست احدی را کہ فرزند خود را در لحد گزارد۔ و در قبر فرزند خود داخل شود۔ زیرا کہ حضرت رسول داخل قبر فرزند خود نشد۔ پس حضرت فرمود۔ کہ ایھا الناس! بر شما حرام نیست۔ داخل قبر ہائے فرزند خود بشوید۔ ولیکن من ایمن نیستم کہ اگر یکے از شما داخل قبر فرزند خود شود و بند ہائے کفن او را بکشاید۔ از انکہ شیطان برا و مسلط شود و او را بدارد بر جزعی کہ باعث حبط اجر او شود۔ پس حضرت از نزدیک قبر مراجعت نمود ......

وکلینی بسند معتبر دیگر از حضرت صادق روایت کردہ است۔ کہ چوں حضرت ابراہیم از دینار ملت نمود۔ آب از دیدہ ہائے مبارک حضرت رسول زور ریخت و فرمود کہ دیدہ میگرید و دل اندوہناک می شود و نمی گویم چیزے کہ باعثِ غضب پروردگار گردد۔ پس خطاب کرد با ابراہیم ما بر تو اندوہناکیم ای ابراہیم۔

(حیات القلوب جلد دوم ص ۱۰۲۴ تا ۱۰۲۵ باب پنجاہ و یکم ذکر اولاد امجاد آنحضرت مطبوعہ نولکشور طبع قدیم)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ:

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو فرمایا۔ قبر کی پائنتی سے اتر کر میرے بیٹے کو لحد میں اتارو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ قبر میں اترے۔ اور اس قدسی پرندہ کو آشیانۂ لحد میں چھوڑا۔ لوگوں نے کہا۔ کہ کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں۔ کہ اپنے فرزند کو لحد میں داخل کرے۔ اور اس کی قبر میں داخل ہو جائے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے کی قبر میں داخل نہ ہوئے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو! تمہارے لیے اپنے بیٹوں کی قبروں میں داخل ہونا حرام نہیں۔ لیکن مجھے یہ خطرہ ہے۔ کہ اگر کوئی آدمی اپنے بیٹے کی قبر میں داخل ہو کر اس کے کفن کی گرہ کھول دے۔ اور شیطان اس پر مسلط ہو جائے۔ اور وہ اپنے بیٹے کو دیکھ کر جزع فزع کرنے لگے۔ جس کی وجہ سے اس کا تمام ثواب ضائع ہو جائے۔ یہ کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر سے ذرا ہٹ گئے۔

کلینی نے ایک اور معتبر سند کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لخت جگر حضرت ابراہیم دنیا سے رحلت فرما گئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔ اور آپ نے فرمایا۔ آنکھیں رو رہی ہیں۔ اور دل غمناک ہے۔ لیکن میں کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتا جس سے اللہ تعالیٰ کو غصہ آجائے۔ یہ کہہ کر اپنے لخت جگر کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے ابراہیم! ہم تیری وفات پر غمناک ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات عالیہ سے معلوم ہوا۔ کہ بیٹے کی قبر میں اس کے باپ کا داخل ہونا حرام نہیں لیکن اس سے یہ خطرہ ضرور ہو جاتا ہے۔ کہ کہیں باپ اپنے بیٹے کی شکل دیکھ کر تسلط شیطان کی وجہ سے کچھ ایسی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حرکات یا افعال نہ کر بیٹھے۔ جو شرعًا ناجائز ہوں۔ اور جن کی وجہ سے اس کا اجر و ثواب ضائع ہو جائے۔ یعنی بیٹے کی جدائی پر دل کا غمناک ہو جانا اور آنکھوں سے آنسو بہہ نکلنا تو سنت نبوی ٹھہرا۔ اس سے زائد کوئی بھی فعل (واویلا کرنا، منہ پر طمانچہ مارنا، بال نوچنا، سینہ کوبی کرنا وغیرہ۔) وہ اس وقت کرے گا۔ جب اس پر شیطان مسلط ہو جائے گا۔ اور پھر ان کاموں کے کرنے سے غضبِ الٰہی کا موردین جائے گا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ مروجہ ماتم کرنے والے پر شیطان مسلط ہوتا ہے اور اس کی نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا غضب اس پر نازل ہوتا ہے۔

۵۔ نوحہ گر کو قیامت کے دن پگھلے ہوئے تانبہ کا لباس پہنایا جائے گا۔

حیات القلوب:

ابن بابویہ بسند معتبر از امام جعفر صادق روایت کردہ است کہ حضرت رسول فرمود کہ چہار خصلتِ بد ہمیشہ در امتِ من خواہد بود تا روز قیامت اول فخر کردن بحسہائے خود دوم طعن کردن بر نسب ہائے مردم سوم آمدن باراں را از اوضاع کواکب دانستن و اعتقاد بعلم نجوم داشتن چہارم نوحہ کردن و بدرستیکہ اگر نوحہ کنندہ توبہ نکند پیش از مردنش چوں روز قیامت مبعوث شود جامہ از مس گداختہ و جامۂ از جرب براو پوشانند

(حیات القلوب جلد دوم ص ۱۱۶۵ باب شصت و دوم در فضائل امت آنحضرت مطبوعہ نولکشور طبع قدیم)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ:

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ابن بابویہ نے معتبر روایت سے بیان کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چار بُری عادتیں قیامت تک میری امت میں رہیں گی۔ پہلی اپنے حسب پر فخر کرنا دوسری لوگوں کے نسب پر طعن کرنا تیسری بارش کا ستاروں کی گردش سے اُترنے کا عقیدہ رکھنا اور علم نجوم پر یقین کرنا چوتھی نوحہ کرنا۔

خوب جان لینا چاہیئے۔ کہ اگر نوحہ کرنے والا اپنے مرنے سے قبل توبہ نہ کرے گا۔ بروز قیامت جب اُٹھایا جائے گا۔ تو تانبہ پگھلا ہوا۔ اور تارکول کے بنے کپڑے اس کو پہنائے جائیں گے۔

اس حدیث سے واضح ہوا۔ کہ نوحہ (رونا پیٹنا و ماتم کرنا) گناہِ کبیرہ ہے۔ جس کی معافی سچی توبہ سے ہی ہو سکتی ہے۔ اگر بغیر توبہ مر گیا۔ تو اس گناہ کی پاداش میں اُسے دوزخیوں میں ممتاز لباس پہنایا جائے گا۔ (یعنی پگھلے تانبے کی شلوار اور تارکول کی قمیص) تاکہ باقی جہنمیوں کو اس کے بارے میں معلوم ہو جائے۔ کہ یہ ماتمی شخص تھا۔

لہٰذا مقام غور ہے کہ یہ حدیث ایسی مضبوط حدیث ہے۔ کہ ملا باقر مجلسی شیعی نے خود اس کی سند کو معتبر کہا ہے۔ یعنی اس کے راویوں میں سے کوئی بھی جھوٹا کذاب اور مجروح نہیں۔ تو پھر اس صحیح السند روایت سے بڑھ کر ماتم کے منع ہونے پر اور کونسی دلیل کی ضرورت ہے۔ پھر بھی جوازِ ماتم کے لیے اگر مولوی اسماعیل گوجروی کی طرح دیگر شیعہ لیڈر من گھڑت اور جھوٹی روایات پیش کریں۔ تو انہیں امت شیعہ کا خیر خواہ کون کہے گا؟ دیکھئے! خود ان شیعہ حضرات کے اکابر کہہ چکے۔ کہ ماتمی کو مرنے کے بعد کتے کی شکل میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ کھانے کو آگ دی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جائے گی۔ پگھلا ہوا تانبا اس کی شلوار ہوگی۔ کھولتا ہوا تارکول اس کی قمیص بنے گا۔ آگ اس کی دُبر سے داخل ہو کر منہ سے نکلے گی۔ نیکیاں سبھی اکارت ہو جائیں گی۔ بوقتِ ماتم، ماتی پر شیطان مسلط ہوتا ہے۔ اور وہی اس سے اپنا من پسندیدہ کام کرواتا ہے۔ اور قبر میں اس کا منہ قبلہ کی طرف نہیں رہنے دیا جاتا۔ ایک ماتم کے اتنے نقصانات اور پھر ان نقصانات کو بالائے طاق رکھ کر جو ذاکر یا واعظ مروجہ ماتم اور نوحہ کی تلقین کرے اور اس پر ثواب و اجر کے مرثیے سنائے۔ تو بتلائیے اُس نے کیسی خیر خواہی کی؟ کونسا فائدہ پہنچایا۔ ؎

خود تو ڈوبے ہیں صنم تجھ کو بھی لے ڈوبیں گے

فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ

ایک اور سوال

ہم نے گزشتہ اوراق میں سیدنا حضرت امام حسین کے فرمانات سے یہ واضح کر دیا ہے۔ کہ آپ نے اپنے بعد اپنے ماتم کو منع فرما دیا تھا۔ اور اس فعل کو شیطانی فعل قرار دیا تھا۔ اس موقعہ پر مولوی اسماعیل گوجروی کے سوال کی ایک توجیہ اور غرض و غایت پیش نظر ہے۔ وہ یہ کہ

ہم شیعہ لوگ جو زنجیر زنی، سینہ کوبی اور آہ و فغاں کرتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ ہمارے ائمہ نے ان کو اچھا نہ جانا۔ لیکن ان ائمہ کی روایات و احادیث کے ہوتے ہوئے ہمارے شیعی فقہاء نے اس کو جائز کہا۔ تو اے سنیو! اگر تم ہمارے ہی کسی فقیہہ کی عبارت ایسی دکھا دو۔ جس میں اس نے مروجہ ماتم کو ناجائز اور حرام کہا ہو۔ تو پھر معلوم ہو جائے۔ کہ ائمہ نے جو ماتم پر کفارہ مقرر کیا ہے۔ وہ کفارہ ماتم حسین

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرتے والے پر بھی پڑتا ہے۔

جواب:

یہ سوال تو بے معنی ہے لیکن ہم اس بے معنی سوال کا جواب بھی عرض کر دیتے ہیں۔ تاکہ سائل کی تسلی ہو جائے۔ اور شاید ہدایت اس کا راہ تک رہی ہو۔

مجمع المسائل،

"در تعزیہ داری حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اگر شخص زخمے مثل تیغ، وغیرہ برخود بزند کہ ضرر باشد بر بدنش۔ حرام است"

(مجمع المسائل مصنفہ حسین القمی ص ۳۲۱)

ترجمہ:

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی تعزیہ داری میں اگر کسی شخص کسی قسم کا کوئی زخم تلوار وغیرہ سے اپنے بدن پر لگایا۔ جس سے اس کے جسم کو نقصان پہنچا۔ تو اس کا یہ فعل حرام ہے۔

روح اللہ خمینی کے اس فتوے سے واضح طور پر معلوم ہو گیا۔ کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے تعزیہ پر ماتم کرنا زنجیر زنی وغیرہ کسی طور پر بھی جسم پر زخم کرنا حرام ہے۔ جب یہ فعل حرام ٹھہرا تو اس حرام کا کفارہ بھی لازمی ہونا چاہئے۔ تو پتہ چلا۔ کہ ماتم حسین پر زنجیر زنی بھی موجب کفارہ ہے ماتم حسین پر زنجیر زنی کوئی مستثنیٰ نہیں۔ میرا خیال ہے۔ اب کسی شیعہ کے پاس کوئی بہانہ باقی نہ رہا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے امید ہے۔ کہ ان کے قلوب کو غلط روایات کی پابندی سے ہٹا کر ہدایت پر لے آئے۔

واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تنبیہ:

ماتم کی بحث کے اختتام پر میں چاہتا ہوں۔ کہ مسلک شیعہ کے ثقہ محدث، ناصر الملۃ والدین شیخ عباس قمی کی مروجہ ماتم کے بارے میں فاضلانہ بحث لکھوں۔ تاکہ صاحبِ انصاف شیعہ حضرات کے سامنے مروجہ ماتم کی حقیقت کھل جائے۔ اور وہ راہِ راست پر آ جائیں۔

منتہی الآمال کی عبارات

عبارت ۱:

وبالجملہ اخبار ایں باب بسیار است و ایں مختصر گنجائش بیش ازیں نیست پس شائستہ است کہ شیعان و ذاکرین خصوصاً ملتفت شدہ درایں سوگواری و عزاداری بروجہی سلوک کنند کہ زبانِ نواصب دراز نہ شود و اقتصار بر واجبات و مستحبات کردہ از استعمال محرمات از قبیل غنا کہ غالباً نوحہ ہائے لطمہ خالی ازاں نیست و از اکاذیب مفتعلہ و حکایات ضعیفہ مظنونۃ الکذب کہ درجملہ ای از کتب غیر معتبرہ بلکہ نقل از کتبی کہ مصنف آنہا از متدینین اہل علم و حدیث نیست احتراز نماید۔ و شیطان را درایں عبادت بزرگ کہ اعظم شعائر اللہ است راہ ندہند۔ و از معاصی کثیرہ کہ روحِ عبادت را میبرد بپرہیزد خصوصاً ریا و کذب و غنا، کہ درایں عمل ساری و جاری شدہ است۔ و کم ترکسی از او مصون است و صواب چناں است کہ درایں مقام چند خبری در بزرگی عقاب ہریک مذکور شود، شاید اگر کسی خدائے نخواستہ مبتلا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باشد مرتدع شود۔

(منتہی الآمال جلد اول ص ۴۴۴ ذکر پارہ از احادیث
اہل سنت و مذمت ریا، و دروغ و عذاب
دروغگو مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

مختصر یہ کہ اس بارے میں روایات بہت سی ہیں۔ اور
اس مختصر کتاب میں اس سے زیادہ لکھنے کی گنجائش نہیں لہٰذا
مناسب یہ ہے۔ کہ تمام شیعہ حضرات اور خصوصاً ذاکرین حضرات توجہ کریں
کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی سوگواری اور عزاداری میں ایسا طریقہ اپنائیں
جس سے خارجیوں کی زبان سے لعن طعن سے چھوٹ جائیں۔ صرف واجبات
اور مستحبات پر ہی اقتصار کریں۔ اور محرمات کے استعمال سے بچیں۔ جیسا کہ گانا
مرثیہ خوانی کرنا جو غالباً زمہ جات سے خالی نہیں ہوتا۔ اور من گھڑت حکایات
اور ضعیف واقعات جن پر جھوٹ کا ظن ہو۔ جو ان کتابوں میں ذکر کی گئیں
جو غیر معتبر ہیں۔ بلکہ ان کتابوں سے انہیں نقل کیا گیا ہے۔ جن کے مصنفین
دین دار، اہل علم اور حدیث کی سوجھ بوجھ رکھنے والے نہ تھے۔ ایسی
حکایات و واقعات کے بیان کرنے سے دریغ کرنا چاہیئے۔ اور
شیطان کو اس عبادت میں جو اللہ تعالیٰ کے عظیم شعائر میں سے ہے۔ دخیل
نہ ہونے دیں۔ اور بہت سے ایسے معاصی سے جو عبادت کی روح
کو ختم کر دیتے ہیں۔ پرہیز کرنا چاہیئے۔ خاص کر ریا، جھوٹ اور گانا
کہ یہ کام اب عام طور پر جاری و ساری ہیں۔ اور بہت کم مجلسیں ایسی ہیں
جن میں یہ باتیں نہ ہوتی ہوں۔ اور درست طریقہ یہ ہے۔ کہ ایسے مقامات

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پر چند ایسی روایات بھی ضرور ذکر کرنی چاہئیں۔ جو ان میں سے ہر ایک عذاب و سزا پر مشتمل ہوں۔ کیونکہ خدانخواستہ اگر کوئی ان کاموں کا عادی ہو چکا ہو تو وہ اپنا رویہ تبدیل کرے۔

شیعہ مجتہد نے یہ واضح کر دیا۔ کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی تعزیت کی مجالس میں افعال حرام بہت سے داخل ہو چکے ہیں۔ ان میں جھوٹی روایات، مرثیہ خوانی اور نوحہ جات کا دور دورہ بھی ہے۔ ان حرام کاموں کی وجہ سے وہ بجائے ثواب کے اُلٹا عذاب اور گناہ بن کر رہ گئیں۔

لہٰذا ذاکرین اور شیعہ علماء کو ان محرمات کے بارے میں جن روایات و احادیث میں وعیدیں آئی ہیں۔ انہیں ذکر کرنا چاہیئے۔ تاکہ ان کاموں سے محافلِ حسین پاک ہو جائیں جب تک ان محافل کو ان محرمات سے پاک نہیں کیا جاتا۔ ان میں جانا گناہ ہے۔

ریا کار ماتمی کو بروز قیامت کافر او رفاسق کہہ کر بلایا جائے گا

عبارت نمبر ۲: منتہی الآمال:

اما ریاء پس در کتاب وسنت آیات واخبار بسیار وارد شدہ۔ بر مذمت و وعید برآں و در حدیث نبوی (ص) است کہ ادنیٰ ریا شرک است و نیز از آنحضرت مروی است کہ آتش و اہل آتش صیحہ و فغاں میکشند از اہل ریا عرضہ داشتند یا رسول اللہ آتش نیز بفغاں می آید فرمود بلی از حرارتِ آتشی کہ ریا کاراں بآں معذب شوند و نیز فرمود کہ ریا کار را روز قیامت بچہار نام

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ندا میکنند۔ میگویند۔ ای کافر، ای فاجر، ای غادر، ای خاسر۔ گمراہ شد کوشش تو باطل شد اجر تو نصیبی نیست ترا بطلب مزد خود را از کسیکہ از برائے او عمل می کردی۔ ای خدعہ کنندہ۔

(منتہی الآمال جلد اول ص ۵۴۴)

ترجمہ:

بہر حال ریاء تو اس کی مذمت میں بہت سی آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ وارد ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ کہ معمولی ریاء شرک ہے یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ کہ دوزخ کی آگ اور دوزخی ریاء کاروں سے چلا چلا کر بیزاری کرتے ہیں۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ کیا آگ بھی پکار کرتی ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ اس آگ کی گرمی سے جس سے ریاکار کو سزا دی جائے گی۔ آپ نے یہ بھی فرمایا۔ ریاکار کو بروز قیامت چار ناموں سے بلائیں گے۔ اے کافر، اے فاجر، اے دھوکہ باز، اے ذلیل۔ تیری کوشش بے کار گئی۔ تیرا اجر باطل ہو گیا۔ تیرا ہمارے ہاں کوئی حصہ نہیں۔ اپنا ثواب اس سے جا کر مانگ۔ جس کے لیے تو نے عمل کیا۔ اے دھوکہ خوردہ۔

خلاصہ:

شیخ عباس قمی شیعی اپنے ہم مسلک وہم مشرب لوگوں کے کرتوت سے چونکہ باخبر تھا۔ اس لیے گھر کے بھیدی کے طور پر وہ اہل خانہ کی کیفیت صاف صاف بیان کر گئے۔ کہ شیعہ حضرات صرف دکھلاوے کے لیے محفلِ حسین کے نام پر ماتم کرتے ہیں۔ اگرچہ ماتم ویسے ہی ناجائز ہے۔ لیکن پھر اس کو محض نمود ونمائش کے لیے کرنا دو گنا گناہ ہوا۔ اس لیے بقول رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ان ریاکاروں کو بروز حشر کافر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ:

امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے "کافی" میں مروی ہے۔ کہ جھوٹے کی سب سے پہلے تکذیب کرنے والا خود اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر وہ دو فرشتے جو اللہ تعالیٰ کے نہایت مقرب ہیں۔ پھر خود جھوٹا کہ جسے بلاشک و شبہ یہ معلوم ہے کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اسی مقام پر کتاب الاعمال میں بھی امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت مذکور ہے۔ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام شر اور برائیوں کے تالے مقرر کیے ہیں۔ ان تمام کی کنجی شراب ہے۔ اور جھوٹ تو شراب سے بھی بدتر ہے۔

کافی میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت آئی ہے۔ فرماتے ہیں۔ خدا کی قسم! جب تک کوئی شخص جھوٹ کو ترک نہیں کرتا۔ وہ ایمان کا مزہ اور ذائقہ حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ جھوٹ چاہے بطور خوش طبعی، مزاح یا جان بوجھ کر بولا جائے۔ "جامع الاخبار" میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جب کوئی ایمان دار بلا عذر جھوٹ بولتا ہے تو اس پر ستر ہزار فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ اور اس کے دل سے بدبو جا باہر نکلتی ہے۔ اور عرش تک پہنچ جاتی ہے۔ پھر عرش کو اٹھانے والے فرشتے اس جھوٹے پر لعنت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس جھوٹے کے ایک جھوٹ کے بدلے ستر زنا لکھ دیتا ہے۔ ان میں سے کم ترین زنا وہ ہے جو کوئی اپنی سگی ماں سے کرے۔ امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تمام خباثتوں کو ایک گھر میں بند کر کے رکھتے ہیں۔ اور جھوٹ ان سب کی کنجی ہے۔

خلاصہ: صاحب منتہی الآمال یہ اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نام پر منعقد کی گئی محفل میں اگر سچی حکایات و واقعات بیان کیے جائیں۔ اور آپ کی شہادت سے متعلق صحیح روایات ذکر کی جائیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے اعمال واقوال بیان کیے جائیں۔ اور کربلا کے میدان میں آپ کی استقامت علی الحق اور دین پروری کے سچے واقعات سنائیں جائیں۔ تو یہ صرف جائز ہی نہیں۔ بلکہ ثواب کا باعث بھی ہیں۔ اور عوام کے لیے باعثِ ہدایات وتقلید بھی ہیں۔ لیکن جو لوگ ان حقائق کی بجائے جھوٹی روایات من گھڑت قصّے کہانیاں بیان کرتے ہیں۔ (جیسا کہ امام قاسم کی مہندی، گھوڑے کا رونا وغیرہ۔) تو یہ اتنا عظیم جرم ہے۔ جو ایک بار نہیں۔ ستر بار زنا کرنے سے بھی زیادہ بُرا ہے۔ جس کا ادنیٰ ترین گناہ اپنی سگی والدہ سے زنا کے برابر ہے۔ پھر اس دروغ گو پر اللہ کی لعنت، ستر ہزار عام فرشتوں کی لعنت، حاملین عرش مخصوص فرشتوں کی لعنت بھی ہوتی ہے۔

اسی لیے اسی مقام پر لکھتے لکھتے "شیخ قمی" یہاں تک لکھ گیا۔ ایسی محفل میں ہرگز نہیں جانا چاہیئے۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا۔ کہ

"از قصہ خوانان کہ آیا گوش دادن بایشاں حلال است۔ حضرت فرمود حلال نیست"

ترجمہ:

یعنی ایسی محفلوں میں جا کر ذاکروں سے غلط سلط روایات سننا جائز ہے۔

آپ نے فرمایا۔ جائز نہیں۔

مزید فرمایا۔

"پس آں گوش کنندہ ابلیس را پرستیدہ" ایسی غلط مرثیہ خوانی سننے والا درِ اصل شیطان کا پجاری ہے۔

اور فرمایا:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"بایداز مجالسِ شان اعراض کرد۔ وسخنان ایشاں راگوش نکرد" ان کی مجالس میں نہ جانا چاہیئے۔ اور ان کی باتوں کی طرف کان نہ دھرنے چاہئیں۔

مروجہ ماتم کا رکن اعظم غناء ہے:۔

لغت کی معتبر کتاب "المنجد" میں ص ۲۹۳ پر غناء کی یہ تعریف کی گئی ہے۔

اَلْغِنَآءُ مِنَ الصَّوْتِ مَا طُرِبَ بِهٖ۔

ترجمہ:

غناء ایسی آواز کو کہتے ہیں۔ (جس کو سُر اور راگ کے ساتھ نکالنے سے) طرب ولذت پیدا ہوتی ہو۔

کتب شیعہ میں لفظ غناء کی تعریف ملاحظہ ہو۔

معارفِ اسلام:

اَلْغِنَآءُ بِالْمَدِّ الصَّوْتُ الْمُشْتَمَلُ عَلَى التَّرْجِيْعِ الْمُطْرِبِ وَمَا سُمِّيَ فِي الْعُرْفِ الْغِنَاءَ وَاِنْ لَمْ يُطْرِبْ سَوَاءٌ كَانَ فِيْ شِعْرٍ اَمْ قُرْاٰنٍ اَوْ غَيْرِهِمَا۔

(معارف اسلام ص ۲۸)

ترجمہ:

لفظ غناء کو جب مد کے ساتھ پڑھا جائے۔ تو اس آواز کو کہتے ہیں۔ جو کبھی بلند اور کبھی پست نکالی جائے۔ اس سے سننے والا لذت محسوس کرے۔ اور ہر وہ آواز جسے عرف عام میں گانا کہا جائے۔ وہ "غناء" ہے۔ چاہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایسی آواز شعر کہتے وقت، قرآن کی تلاوت یا کسی اور مقام پر نکالی جائے۔ اور اگرچہ اس میں لذت و خوشی نہ بھی ہو۔

منتهی الآمال

اما غناء پس شکی نیست در حرمت و مذمت گوش کردن آں مطلقاً چه در مصیبت و مرثیہ خوانی حضرت سید الشہدا (ع) باشد یا غیرآں........
درحقیقتِ غناء ہماں صوت لہویت خواه با ترجیع باشد یا از تقطیع صوت، و موزون کردن او حاصل شود۔ چنانچه در لحن مشہو و تصنیف و نوحہ ہائے موازن۔

(منتهی الآمال جلد اول ص ۵۴۹ در مذمتِ غناء و عدم جواز غناء در مراثی مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

غناء کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ اور اس کا سننا قابلِ مذمت ہے۔ چاہے کسی مصیبت کے وقت یا امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرثیہ پڑھتے وقت یا کسی اور جگہ ہی کیوں نہ ہو۔

اور "غناء" درحقیقت وہ آواز ہے۔ جو لہو و لعب کے طور پر نکلی ہو۔ پھر عام ہے۔ کہ ایسی آواز شعر کے ساتھ یا ویسے ہی موزون آواز کے ساتھ نکالی جائے۔ جیسا کہ راگ و سُریں یا رونے پیٹنے کے وقت موزون آواز نکالی جائے۔

خلاصہ: لغت و شرع میں غناء وہ آواز کہلائی۔ جو موزون آواز سے نکالی گئی ہو۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کی ادائیگی سُر کے ساتھ ہو یا بغیر سُر کے ہو۔ اس کی مثال راگ یا رونے پیٹنے وقت مُنہ سے آواز نکالنا ہے۔

لغت اور کتب شیعہ سے "غنا" کی تعریف ذکر کرنے کے بعد ہم اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں۔ یعنی مروّجہ ماتمِ حسین غناء کے بغیر نا تمام ہوتا ہے۔ اور اس سلسلہ میں مروّجہ ماتم کی کیفیت جن لوگوں نے دیکھی۔ وہ تو کسی دلیل کے محتاج نہیں۔ لیکن جن حضرات کو کسی ماتمی مجلس کے دیکھنے کا موقعہ نہ ملا ہو۔ ہم خود شیعہ راہنماؤں کے قلم سے اس کا طریقہ اور اس کی کیفیت بیان کیے دیتے ہیں۔ جس سے آپ خود اس حقیقت سے آشنا ہو جائیں گے۔ کہ مروّجہ ماتم میں غناء ایک رکنِ اعظم کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے بغیر ماتم، ماتم ہی نہیں رہتا۔

دفا را نبالوی شیعی مروّجہ ماتم کی کیفیت یوں بیان کرتے ہیں۔

"ماتم کا ایک سادہ سا دستور یہ ہے۔ کہ سوزخواں بند ختم کرتا ہے۔ تو نقیب پکارتا ہے۔ ماتم حسین! اور ماتم دارانِ حسین دائیں ہاتھ سے سینہ زنی کرتے ہیں۔ اور یا حسین پکارے جاتے ہیں۔ دو منٹ کے بعد سوزخوانی شروع ہو جاتی ہے تو نقیب نعرۂ حیدری کا جملہ بلند آہنگی سے کرتا ہے ...... شدتِ غم میں سینہ زنی دونوں ہاتھوں سے ہوتی ہے .... ماتمی جلوس میں ضرب و آہنگ کا آرٹ ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ موسیقی کی غم آمیز دھنوں میں جو نوحے یا مرثیے پڑھے جاتے ہیں۔ انہیں احترام کے طور پر سوزخوانی کا نام دیا جاتا ہے ...... محفل عزا میں کبھی ماتم ہوتا ہے۔ کبھی نہیں بھی ہوتا۔ اور محفل حضرت سید الشہداء امام غریب الغرباء اور امام منتظر کی زیارتوں پر ختم کر دی جاتی ہے۔ لیکن تعزیہ ضریح اور ذوالجناح و علم کے جلوس کے ساتھ ماتم لازمی ہوتا ہے۔ اور ماتمی نوحے بھی پڑھے جاتے ہیں۔"

(ماہنامہ المعرفت ص، احید آباد محرم ۱۳۸۹ھ)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وقارانبسالوی شیعی کے کلام سے واضح ہوگیا۔ کہ مروجہ ماتم، مرثیہ خوانی، نوحہ خوانی موسیقی کی دھنوں کے ساتھ ہوتی ہیں۔ صاحب انصاف کے لیے اسی قدر کافی ہے۔ اور وہ یہ فیصلہ کرنے میں کوئی دشواری محسوس نہ کرے گا۔ کہ غناء موسیقی اور مروجہ ماتم میں کوئی فرق نہیں۔ یا دوسرے الفاظ میں آپ یوں کہہ لیں۔ کہ مروجہ ماتم "عین غناء" ہے یہ الگ بات ہے۔ کہ شیعہ حضرات اس کا نام غناء اور موسیقی نہ رکھیں۔ بلکہ مجالسِ حسین یا سوزخوانی کا نام دے دیں۔ لیکن نام تبدیل کرنے سے حقیقت تبدیل نہیں ہوتی۔

اس قاعدہ کی (نام کی تبدیلی سے حقیقت تبدیل نہیں ہوا کرتی) تصدیق و تائید دور حاضر کے ایک شیعی قلم کار "کاظمی صاحب" سے ملاحظہ کیجئے۔

"قاعدہ کلیہ یہ ہے۔ کہ ایک چیز کا نام بدل دینے سے اس کی حقیقتِ واقعیہ نہیں بدل جایا کرتی۔ بلکہ جوں کی توں رہتی ہے۔ مثلاً عرف عام میں ایک مائع کو اردو زبان میں پانی کہتے ہیں عربی میں ماء، فارسی میں آب، پشتو میں اوبہ، ہندی میں جل، ترکی میں سو ہنزہ و نگر کے لوگ اپنی زبان میں اسے سل اور انگریزی میں اُسے واٹر (WATER) کہتے ہیں۔ غرضیکہ ہر ملک کی زبان میں ایک ہی چیز کے الگ الگ نام ہیں اسی طرح گانے کو راگ کہو یا غناء یا موسیقی تو اسے سماع کا نام دینے سے یہ حلال نہ ہوگا۔ نہ جائز، نہ مباح، نہ مستحب بلکہ حرام کا حرام ہی رہے گا۔"

آگے چند مثالیں دینے کے بعد "کاظمی صاحب" لکھتے ہیں:

"غرضیکہ ہر فعل منکر کے جواز میں یہ لوگ نام کی تبدیلی کا سہارا لیتے ہیں۔ اسی پر غناء و سماع کو قیاس کر لیں۔ اگر غناء کا نام سماع رکھ لیا جائے۔ تو پھر بھی غناء ہی رہے گا۔ اور غناء ہی کے احکام اس پر وارد ہوں گے۔"

(شیعہ ماہنامہ معارف اسلام ص ۲۴ بابت جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شیعہ عالم کاظمی نے یہ ثابت کر دیا۔ کہ کسی چیز کے نام کو تبدیل کر دینے سے اس کی حقیقت تبدیل نہیں ہوا کرتی۔ لہٰذا شیعہ حضرات مروجہ ماتم میں جو کچھ کرتے ہیں۔ ان کے امام باڑوں یا مجلس گاہوں کے قرب وجوار میں رہنے والے اس کیفیت سے بخوبی واقف ہیں۔ جس کی طرف وقار انبالوی کے الفاظ صراحت کے ساتھ اشارہ کر رہے ہیں سوزخوانی، دوہڑے اور بیت بازی اگر غناء نہیں تو پھر غناء اور کس بلا کا نام ہے۔؟

پھر بعض دفعہ جب شیعہ مجالس میں سوزخوانی اور مرثیہ خوانی کے لیے نوجوان لڑکوں کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔ اور وہ چھوکرے اپنی سریلی آواز اور اپنی مخصوص حرکات کے ذریعہ حاضرین مجلس کو ایسی لذت اور ایسا وجد مہیا کرتے ہیں۔ اور قواعدِ موسیقی کے لحاظ سے آواز میں ایسا ارتعاش پیدا کرتے ہیں۔ کہ ان حاضرین پر محویت طاری ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے نہ انہیں اذان سنائی دیتی ہے۔ نہ نماز کا وقت یاد رہتا ہے۔ اور نہ ہی نماز پڑھنے کا خیال آتا ہے۔ بہر حال مروجہ ماتم کے بارے میں خود شیعہ لوگوں کی جو عبارات ہم نے پیش کی ہیں۔ ان سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ سب کچھ "عین غناء" ہے۔ اب غناء کے متعلق ائمہ اہل بیت اور علمائے شیعہ سے متفقہ فیصلہ سماعت فرمائیے

مجمع المعارف برحلیۃ المتقین

نہم در اجرائے سوال عقیبہ دہم کہ از غناء و خواندگی و آں سخن حرام است۔

بدانکہ ایں زمزمہ شیطانی و نوحہ شوم اہل خذلان و شغل اربابِ شقاق و آشیانہ نفاق بالاجماع والاتفاق اہل بیت عصمت صلوات اللہ علیہم و علمائے شیعہ و اہلِ وفاق حرام است۔ چنانکہ متقدمین و متاخرین نقل کردہ اند۔ بلکہ بمثل زنا حرام است۔ و حرمت او ضروری مذہب شیعہ است

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وازکبائر گناہان است۔ کہ مرتکب آں فاسق و فاجر است۔ و ہر کہ حلال داند ظاہراً مرتد و کافر است و آیات متکاثرہ و روایات متواترہ در حرمت او وارد شدہ است و تا حال احدی از علمائے امامیہ بحلیت آں قائل نہ شدہ اند۔)

(مجمع المعارف حاشیہ حلیۃ المتقین ص ۱۷۱
در حرمتِ غناء مطبوعہ تہران طبع قدیم)

ترجمہ:

دسویں ممانعت غناء اور نوحہ خوانی کے دسویں عقاب (سزا) کے سوال کے اجراء میں۔ اور وہ (نوحہ خوانی) حرام باتوں کا نام ہے۔ جان لو! کہ غناء اور نوحہ خوانی شیطان کا نغمہ ہے۔ اور ذلیل لوگوں کا برائی بھرا رونا کرلانا ہے۔ اور زنا فرماتوں کا شغل اور منافقوں کا آشیانہ ہے۔ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین، تمام علماء شیعہ اور اہل وفاق کے نزدیک حرام ہے۔ جیسا کہ اگلے پچھلے سبھی شیعی اکابر نے اسے نقل کیا ہے۔ بلکہ اس کی حرمت زنا جیسی ہے۔ اور مذہب شیعہ میں اس کی حرمت بہت ضروری ہے۔ یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ جس کا مرتکب فاسق اور فاجر ہے۔ اور جو اس (غناء نوحہ خوانی) کو حلال جانے گا۔ بظاہر وہ مرتد اور کافر ہے۔ اس کی حرمت پر بہت سی آیات اور احادیث متواترہ موجود ہیں۔ علمائے امامیہ میں سے کسی ایک نے بھی آج تک اس کی حلت کا قول نہیں کیا۔

☆

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محافلِ حسین رضی اللہ عنہ میں غناء کے ساتھ مرثیہ خوانی کا حکم

منتہی الامال

واما غناء پس شکے نیست در حرمت و مذمت گوش کردن آں مطلقاً چہ در مصیبت و مرثیہ خوانی حضرت سید الشہداء علیہ السلام باشد........ وحقیقت غناء ہماں صوت لہویست خواہ با ترجیع باشد یا از تقطیع صوت و موزون کردن او حاصل شود چنانچہ در لحن مشہور بتصنیف و نوحہ ہائی موازن او مشہور میشود و تصریح کردہ باین تعمیم شیخ افقہ اکبر شیخ جعفر در شرح قواعد و فرقی نیست بر مشہور بین مرثیہ سید الشہداء علیہ السلام وغیر او در حرمت و شرط نیست خوبی صوت بلکہ میزان آں صوت است کہ اہل فسوق با او در حال طرب تلہی میکنند و در عرف او را خوانندگی گویند ہر چہ بخوانند بہر وجہ بخوانند ہمہ حرام و موجب دخول جہنم است واگر نشر فضائل مستحب است دروغ و غناء حرام و باطل اند۔ ومناسب است در اینجا نقل کلام شیخ اجل اعظم استاد من تاخر و تقدم حجۃ الفرقۃ الناجیہ علامۃ الملۃ الزاکیۃ شیخنا الاستاد الاکبر نور اللہ ضریحہ المطہر در مکاسب در رد کسی کہ گمان کردہ کہ غناء در مراثی موجب مزید بکاء و تفجع است کہ میفرماید اعانت غناء بر بکاء و تفجع ممنوع است۔

(منتہی الامال جلد اول ص ۵۴۹)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ: بہرحال غناء اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اور اس کا سننا مطلقاً قابل مذمت ہے۔ چاہے کسی مصیبت کے وقت ہو۔ یا امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ کی مرثیہ خوانی کے وقت۔

غناء درحقیقت اس آواز کا نام ہے۔ جو لہو و لعب کے طور پر نکلی ہو۔ خواہ وہ شعر کے ساتھ ہو۔ یا بغیر شعر کے موزون کلام ہو۔ لیکن اس کو بطور لہو و لعب نکالا گیا ہو۔ جیسا کہ راگ و سُر میں یا رونے پیٹنے کے وقت موزوں آواز کے ساتھ ہوتی ہے۔ افقہ اکبر شیخ جعفر نے "شرح قواعد" میں اس کی تعمیم کو بیان کیا ہے۔ اس کے حرام ہونے میں یہ امتیاز کرنا غلط ہے۔ کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے مرثیہ پڑھتے وقت تو جائز ہو۔ اور دوسرے اوقات میں یہ حرام ہو۔ شیعہ مشہور مذہب یہی ہے۔ اور غناء کے لیے آواز کا سریلا اور اچھا ہونا بھی ضروری نہیں۔ بلکہ آواز کو ایسے وزن اور طریقہ سے نکالنا جس طرح فاسق و فاجر لوگ خوشی اور مسرت کی حالت میں نکالتے ہیں۔ جسے عرف میں "خوانندگی" کہتے ہیں۔ خوانندگی کسی طور ہو۔ اور اس میں کچھ بھی پڑھا جائے۔ ہر طرح حرام ہے۔ اور دخول جہنم کا سبب ہے۔ اگر چہ فضائل کا بیان کرنا مستحب ہے لیکن جھوٹ اور غناء بالکل حرام اور باطل ہیں۔ لہٰذا مستحب کے ساتھ حرام کو ملا کر ادا کرنا بھی باطل ہے۔)

اس مقام پر مناسب ہے۔ کہ امام حجت فرقۂ ناجیہ علامہ نور اللہ کا کلام ذکر کیا جائے۔ جو انہوں نے "مکاسب" میں ایک شیخ کے رد میں لکھا۔ جس کا گمان یہ تھا۔ کہ مرثیہ خوانی غناء کی وجہ سے چونکہ رونے اور دکھ درد کے اظہار میں شدت پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا اس شدت میں غناء جائز ہونا چاہیئے۔ فرماتے ہیں۔ کہ غناء کے ذریعہ رونے میں شدت کا حصول اور اس سے اعانت ممنوع اور باطل ہے۔

خلاصہ،

شیعہ مجتہد شیخ عباس قمی نے محافلِ حسین میں مرثیہ خوانی کرتے وقت غناء کو

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۲) میں شامل کرنے کی شدید مذمت کی۔ سریلی آوازوں کے ساتھ دوہڑے پڑھنا عجیب و غریب انداز سے آواز کو اوپر نیچے کرنا اور پھر اسی لہجے میں مراثی پڑھنا شیعی مجتہد نے حرام قرار دیا۔ اور کچھ لوگوں کے اس خیال کی سخت تردید کی۔ جو کہتے ہیں۔ کہ سریلی آواز اور غناء سے مرثیہ پڑھنے میں جذبات ابھرتے ہیں۔ اور بارحسین میں رونا زیادہ آتا ہے۔ اور دُکھ درد کے اظہار میں بھی شدت آجاتی ہے۔ ان کے جواب میں کہتے ہیں۔ کہ یہ خیال باطل ہے۔ کیونکہ حرام کاموں سے ثواب کی امید نہیں رکھنی چاہیئے۔

آگے جاکر مزید لکھتے ہیں۔ کہ قابلِ مذمت اور باعثِ شرم یہ بات ہے۔ کہ لہو ولعب کے کچھ پرستار لوگ اور خواہشات کے پجاری جب آلاتِ لہو ولعب کے ساتھ ان برگزیدہ ہستیوں کا نام لیتے ہیں۔ جن کے اسماءِ گرامی کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بزرگی اور کرامت سے مزین فرمایا۔ ان حضرات کے نام اُن لوگوں کی طرح تھوڑے ہی ہیں جنہیں گویئے اور گانے بجانے والے لوگ اپنے کلام میں مزے لے لے کر پڑھتے ہیں۔ کہاں طہارتِ زینب و سکینہ اور کہاں لیلیٰ و سلمیٰ؟ اس انداز کو اگر کوئی غور سے دیکھے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ

"اگر کسی تامل کند ایں کار از حدِ فسق گزشتہ سر از گریبانِ کفر والحاد می آورد"

یعنی اگر کوئی شخص غور و تامل کرے۔ تو ایسا کرنا حدِ فسق سے گزر کر کفر والحاد میں داخل ہونا نظر آتا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے۔ کہ اس قسم کے افعال غلبۂ شہوت اور شیطانی مکر و فریب سے سرزد ہوتے ہیں۔ تو اتنی جرأت ان پاکباز و پاکیزہ مستورات اہل بیت کے بارے میں کرنا واقعی کفر والحاد میں دخول ہی ہے۔ واللہ تعالیٰ محفوظ رکھے آمین۔

⁂

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari